ایک وقت میں دو یا اس سے زائد نمازیں جمع کرنا

مجیب: ابوصدیق محمد ابوبکر عطاری

فتوی نمبر: WAT-1436

تاریخ اجراء: 07شعبان المعظم 1444ھ/28فروری 2023ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

ایک ویڈیو ہے جس میں دو یا اس زائد نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنے کو جائز بتایا ہے اور بطور دلیل مسلم شریف کی حدیث بیان کی ہے۔ لہذا میرا سوال یہ ہے کہ کیا دو یا اس سے زائد نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا جائز ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

سفر و حضر میں کسی بھی عذر کی وجہ سے ایک وقت میں دو نمازیں جمع کرنا جائز نہیں ہے سوائے مزدلفہ میں مغرب وعشا کے اور میدان عرفات میں ظہر و عصر کے (اس کی شرائط کے ساتھ)۔

فتاوی ہندیہ میں ہے" ولا یجمع بین الصلاتین فی وقت واحد لا فی السفر ولا فی الحضر بعذر ما عدا عرفة ولمزدلفة کذا فی المحیط" ترجمہ: ایک وقت میں دو نمازوں کو جمع نہیں کر سکتا نہ سفر میں اور نہ حضر میں کسی بھی عذر کی وجہ سے، سوائے عرفہ اور مزدلفہ کے، اسی طرح محیط میں ہے۔ (کتاب الصلاۃ، باب فی مواقیت الصلاۃ، ج 1، ص 52، دار الفکر، بیروت)

اس کی تفصیل یہ ہے کہ:

قرآن پاک کی نص قطعی سے ثابت ہے کہ ہر نماز کا ایک مقررہ وقت ہے اور وقت مقرر ہونے کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ اسے اسی وقت میں پڑھنا ضروری ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتۡ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ كِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا﴾ ترجمہ کنزالایمان: بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔ (پارہ 5، سورہ نساء، آیت 103)

مذکورہ آیت کے تحت تفسیرِ خازن میں ہے" والکتاب هنا بمعنی المکتوب یعني مکتوبة موقتة في أوقات محدودة فلا یجوز إخراجها عن أوقاتها علی أي حال کان من خوف أو أمن" ترجمہ: یہاں کتاب

بمعنی مکتوب ہے یعنی مقررہ اوقات میں فرض ہیں لہذا ان کو ان کے وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں ادا کرنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں نہ حالت خوف میں اور نہ حالت امن میں۔(تفسیرِ خازن (لباب التأويل في معاني التنزيل)، ج 1، ص 423، دار الكتب العلمية، بيروت)

اور احادیث طیبہ میں وقت گزار کر نماز پڑھنے کو ناجائز و گناہ فرمایا گیا ہے، جس سے واضح ہے کہ ہر نماز کو اس کے اسی وقت میں پڑھنا ضروری ہے، کسی نماز کو دوسری نماز کے ساتھ جمع کرنا جائز نہیں ہے۔

مؤطا امام مالک بروایۃ محمد بن حسن شیبانی میں ہے"قال محمد: بلغنا, عن عمر بن الخطاب, أنه «كتب في الآفاق، ينهاهم أن يجمعوا بين الصلاتين، ويخبرهم أن الجمع بين الصلاتين في وقت واحد كبيرة من الكبائر», أخبرنا بذلك الثقات، عن العلاء بن الحارث، عن مكحول "ترجمہ: امام محمد نے فرمایا: ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے حوالے سے خبر پہنچی کہ آپ نے مختلف علاقوں میں خط بھیجا، جس میں آپ نے انہیں جمع بین الصلاتین سے منع کیا اور انہیں خبر دی کہ ایک وقت میں دو نمازوں کو جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ایک کبیرہ گناہ ہے، ہمیں اس بات کی ثقہ لوگوں نے بروایت علاء بن حارث عن مکحول خبر دی۔(مؤطا امام مالک بروایۃ محمد بن حسن شیبانی، ابواب الصلاۃ، باب الجمع بین الصلاتین فی السفر والمطر، ص 82، المکتبۃ العلمیۃ)

سوال میں مذکور اشکال:

رہی یہ بات کہ ویڈیو میں جو بیان کیا گیا ہے کہ مسلم شریف وغیرہ کی بعض روایات میں اس طرح کا ذکر ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے امت کو حرج سے بچانے کے لیے نمازوں کو جمع کیا ہے۔

جواب:

تو ان کا جواب یہ ہے کہ "وہاں جمع سے مراد حقیقۃً جمع کرنا نہیں یعنی ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کرنا نہیں ہے بلکہ صورتاً جمع کرنا مراد ہے یعنی پہلی نماز کو موخر کر کے اس کے آخری وقت میں ادا کرنا اور اگلی نماز کو مقدم کر کے اس کے اول وقت میں ادا کرنا۔"

حضرت علامہ ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی علیہ الرحمۃ (متوفی 656ھ) "المفہم لما اشكل من تلخيص كتاب مسلم" میں سوال میں ذکر کردہ روایت کے تحت فرماتے ہیں: "قد أخذ الناس في تأويل هذا الحديث مآخذ، وأولاها: أن هذا الجمع يمكن أن يكون المراد به تأخير الأولى إلى أن يفرغ منها في آخر وقتها، ثم بدأ بالثانية في أول وقتها، وإلى هذا يشير تأويل أبي الشعثاء۔۔۔ وقوله: أراد أن لا

یُحرِج أمته:۔۔۔ ومعناه: إنما فعل ذلك لئلا یشق علیھم، ویثقل، فقصد إلى التخفیف عنھم مع المحافظة على إیقاع كل صلاة في وقتھا على ما تأوّلناه" ترجمہ: اس روایت کی لوگوں نے مختلف تاویلیں کی ہیں، جن میں سے پہلی یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس جمع سے مراد یہ ہو کہ پہلی کو اتنا موخر فرمایا کہ اس سے اس کے آخری وقت میں فراغت ہوئی پھر دوسری کو اس کے اول وقت میں شروع فرمایا۔اور اسی کی طرف حضرت ابو شعثاء کی تاویل اشارہ کرتی ہے۔اور یہ جو فرمایا کہ یہ اس لیے کیا تاکہ امت مشقت میں نہ پڑے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا اس لیے کیا تاکہ امت پر مشقت اور گراں نہ ہو پس آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے امت سے تخفیف کا ارادہ فرمایا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنے کی پابندی کی جائے،اس کے مطابق جو ہم نے تاویل کی ہے۔(المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم، باب الجمع بین الصلاتین، ج02، ص346، 347، دار ابن کثیر، بیروت)

اس توجیہ کی دلیل:

سوال میں جو روایت ذکر کی گئی وہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے ہی جو مزید روایات ہیں، ان میں سے بعض میں خود حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے صراحت فرمائی ہے کہ اس جمع سے مراد یہ ہے کہ پہلی کو موخر فرمایا اور دوسری کو جلدی ادا فرمایا یعنی جمع صوری والی صورت تھی۔

اور بعض میں، جنہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے یہ روایت سنی، انہوں نے یہ وضاحت فرمائی کہ ہمارا گمان ہے کہ اس سے یہی صورت مراد ہے کہ پہلی کو موخر فرمایا اور دوسری کو جلدی ادا فرمایا یعنی جمع صوری والی صورت۔

سنن نسائی میں ہے " عن ابن عباس قال: «صلیت مع النبي صلى اللہ علیہ وسلم بالمدینة ثمانیا جمیعا وسبعا جمیعا، أخر الظھر وعجل العصر، وأخر المغرب وعجل العشاء "ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں آٹھ پوری اور سات پوری رکعات ادا کیں۔آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے ظہر کو موخر فرمایا اور عصر کو جلدی ادا فرمایا اور مغرب کو موخر فرمایا اور عشا کو جلدی ادا فرمایا۔(سنن نسائی، ج1، ص286، مکتب المطبوعات الإسلامیة، حلب)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم